روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 22 مئی 2014ء 22 رجب 1435 ہجری 22 ہجرت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 116

سبحان اللہ کہو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نماز میں اگر امام بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب التصفیق للنساء حدیث نمبر:1128)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نماز میں آمین بالجہر نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ رفع یدین نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے نہ تھے۔ بسم اللہ بالجہر نہ پڑھتے تھے لیکن پڑھنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے لیکن نیچے باندھنے والوں کو نہ روکتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جو سالہا سال تک آپ کی نماز میں پیش امام رہے اور جن کو خدا کی پاک وحی میں لیڈر کا خطاب ملا تھا۔ ہمیشہ بسم اللہ اور آمین بالجہر کرتے اور فجر و مغرب اور عشاء میں بالجہر قنوت پڑھتے اور گاہے گاہے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی (بیت الذکر) میں ان امور کو موجب اختلاف نہ گردانا جاتا تھا۔ جو احباب کرتے تھے ان کو کوئی روکتا نہ تھا جو نہ کرتے تھے ان سے کوئی اصرار نہ کرتا تھا کہ ایسا ضرور کرو۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری فرماتے ہیں کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلد تھا۔ اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا۔ اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ اب تو اس سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا۔ بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا۔ اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا۔ اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے۔ کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا۔ بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں۔ اکثر نہیں کرتے۔ بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔

(سیرت المہدی جلد اول ص162)

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں کہتا۔ (سیرت المہدی جلد 2 ص48)

بدیوں کے خاتمہ کی کوشش

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”کسی ایک بدی یا بدیوں کا خاتمہ تبھی ہوسکتا ہے جب سب مل کر بھرپور کوشش کریں۔ ایک معاشرہ ہے، جماعت ہے پھر جماعت کا ہر فرد جو ہے وہ اس کے لئے کوشش کرے۔ اگر ہر کوئی اپنی تعریف کے مطابق نیکی اور بدی کرے گا تو پھر ایک شخص ایک بات کو بدی سمجھ رہا ہوگا یا بڑی بدی سمجھ رہا ہوگا تو دوسرا اس کو چھوٹی بدی سمجھ رہا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ تیسرا ان دونوں سے مختلف سوچ رکھتا ہو، تو پھر معاشرے سے بدیاں ختم نہیں ہوسکتیں۔ بدیاں تبھی ختم ہوں گی جب سب کی سوچ کا دھارا ایک طرف ہو۔“

(روزنامہ الفضل 28 جنوری 2014ء)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ مریم شادی فنڈ ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

”اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا۔“

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہوسکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ (ناظر اعلیٰ)

خطبہ نکاح مورخہ 10 جون 2012ء

بیان فرمودہ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 جون 2012ء بیت فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ایک نکاح عزیزہ احمد خولہ خدیجہ کاہلوں کا (جو مکرم طاہر احمد کاہلوں صاحب ہالینڈ کی بچی ہیں) عزیزم انصر بلال انور ابن مکرم محمد انور صاحب کے ساتھ ہے۔ انصر بلال جامعہ کے طالب علم ہیں۔

پھر حضور انور نے مکرم انصر بلال صاحب سے دریافت فرمایا کہ ابھی طالب علم ہی ہیں؟ پاس نہیں ہوئے ابھی؟ مکرم انصر بلال صاحب کے جواب پر کہ پاس ہوگئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا طالب علم تو نہیں، اب تو مربی صاحب ہوگئے ہیں۔

اور دوسرا نکاح عزیزہ ذکیہ شیریں طارق باجوہ صاحبہ کا (جو طارق باجوہ صاحب کی بیٹی ہیں) عزیزم رضوان محمود شبیر ابن مکرم محمد شبیر صاحب لندن کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نکاح اور شادی یہ خوشی کے ایسے موقعے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ جب نئے رشتے بن رہے ہوں تو ان رشتوں کی بنیاد بھی صحیح طور پر قائم رہ سکتی ہے جب تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں۔ حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔ پس اس بات کو نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ رشتے صرف دنیاوی مقصد کے لئے قائم نہ ہو رہے ہوں بلکہ یہ رشتے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قائم ہوں اور ایسے رشتے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے ہوں وہ پھر ہمیشہ رہنے والے رشتے ہوتے ہیں اور ایسے رشتوں سے پھر وہ نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو دین پر چلنے والی ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوں۔ اللہ اور رسول کے احکامات پر عمل کرنے والی ہوں۔ پس اس موقعہ پہ اللہ تعالیٰ نے جو خاص طور پر ہمیں توجہ دلائی ہے، ان باتوں کو لڑکے اور لڑکی دونوں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ میں نے کہا پہلا نکاح عزیزم انصر بلال انور کا ہے جو کہ واقف زندگی مربی سلسلہ ہیں اس سے نکاح کرنے والی بچی کو بھی علم ہونا چاہئے کہ واقف زندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی زندگی دین کی خاطر وقف کر دی ہے۔ پانچ گھنٹے یا چھ گھنٹے یا آٹھ گھنٹے اس کی زندگی دین کے لئے نہیں بلکہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اب دین کے لئے ہے اور ہونا چاہئے اور یہی اصل روح ہے جو واقف زندگی میں ہو تو تبھی وقف بھی نبھایا جا سکتا ہے۔ پس اس روح کے ساتھ جب واقف زندگی کام کرتا ہے تو اس کی بیوی کو، اس سے شادی کرنے والی کو بھی احساس رہنا چاہئے کہ اس نے دین کے کاموں میں کبھی اس کے لئے روک نہیں بننا بلکہ اس کا مد اور معاون بننا ہے تا کہ ایک واقف زندگی احسن رنگ میں دینی خدمات بجالا سکے۔ واقف زندگی کی بیوی کو کبھی یہ شکوہ نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے وقت نہیں دیا، توجہ نہیں دی۔ واقفین زندگی کی بیویوں کو بہت سارے کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ اگر دنیاداری کی خاطر ایک شخص جو اپنے بزنس میں اور اپنے کام میں مصروف ہے اور گھر کو وقت نہیں دے سکتا اور بیوی اس گھر کو چلاتی ہے، ساری ذمہ داریاں نبھاتی ہے تو واقف زندگی کی بیوی کو تو پھر مزید نکھار کر اس کام کو کرنا چاہئے کہ کس طرح اس نے گھر کو سنبھالنا ہے، نہ صرف سنبھالنا ہے بلکہ احسن رنگ میں اس کو چلانا ہے تا کہ گھر کی فکروں سے ایک واقف زندگی آزاد ہو جائے، پس یہ ہمیشہ لڑکی کو اپنے مدنظر رکھنا چاہئے اور واقف زندگی خاوند کا بھی کام ہے کہ اس کے سامنے آنحضرتؐ کی ذات اسوہ حسنہ ہو جنہوں نے فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے اور میں سب سے زیادہ تم میں سے اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔ پس آنحضرتؐ کے اسوہ کا ادراک سب سے زیادہ ایک واقف زندگی کو ہونا چاہئے اور اس لحاظ سے اس کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا چاہئے، گھر کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ باہر سے آیا ہوں، مصروف ہوں، تھک گیا ہوں تو کام نہیں کرنا۔ جو وقت بھی دین کی خدمت سے بچتا ہے گھر والوں کا بھی حق ادا کرنا چاہئے، بیوی کا بھی حق ادا کرنا چاہئے، بچوں کا بھی حق ادا کرنا چاہئے۔ پس اس اصول کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ یہ ایک بات ہے جو خاص طور پر میں نے ایک واقف زندگی کے بارہ میں کی ہے لیکن یہی چیز ہے جو عمومی طور پر اگر ہر احمدی کے رشتہ میں پیدا ہو جائے تو گھروں کے بہت سے مسائل دور ہو جائیں اور وہ گھر جو دنیاداری کی خواہشات کی وجہ سے مسائل میں پڑے رہتے ہیں ان گھروں میں ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک نظر آنے والا ہو اور یہی محبت اور پیار کا سلوک ہے جو پھر آئندہ نسلوں میں بھی چلتا ہے اور گھروں کے سکون کی وجہ سے پھر آئندہ نسلیں بھی صحیح تربیت پاتی ہیں اور جس نہج پر ماں باپ ان کو چلانا چاہتے ہیں وہ چلتی ہیں اور ایک احمدی کا گھر یقیناً اسی طریق پر چلنا چاہئے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقویٰ کو مدنظر رکھو۔ پس جب یہ چیز سامنے ہوگی تو پھر آئندہ نسل بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوگی اور یوں ایک گھر کے سکون میں مزید خوبصورتی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کو مدنظر رکھنے والے ہوں اور ہمیشہ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے پہلا نکاح عزیزہ احمد خولہ خدیجہ کاہلوں کا ہے جو مکرم طاہر احمد کاہلوں صاحب آف ہالینڈ کی بیٹی ہیں، یہ نکاح انصر بلال انور ابن مکرم محمد انور صاحب کے ساتھ چار ہزار پاؤنڈ حق مہر پر قرار پایا ہے۔ دلہن کی طرف سے مکرم مظفر احمد صاحب چٹھہ وکیل ہیں اور دوسرا نکاح عزیزہ ذکیہ شیریں طارق باجوہ بنت مکرم ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب کا عزیزم مکرم رضوان محمود شبیر کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے۔

حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: مکرم ظہیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ)

کامل اخلاص سے خدا تعالیٰ کی عبادت کرو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص دنیا کوڑ نہیں کرسکتا وہ ہمارے سلسلہ کی طرف نہیں آسکتا۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ نے سب سے اوّل دنیا کوڑ کیا اور آپ کی آخری پوشاک یہی تھی کہ کمبل پہن کر آپ آ حاضر ہوئے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے اوّل تخت پر جگہ دی وجہ اس کی یہی تھی کہ آپ نے سب سے اوّل فقر اختیار کیا تھا خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے کہ کسی کا قرضہ اپنے ذمہ نہیں رکھتی۔ اوائل میں نقصان ضرور ہوتے ہیں دوستوں یاروں کے تعلقات قطع کرنے پڑتے ہیں لیکن ان سب کا بدلہ آخر کار دیتا ہے۔ ایک چوڑھے اور چمار کی خاطر جب ایک کام کیا جاوے اور تکلیف برداشت کی جاوے تو وہ اپنے ذمہ نہیں رکھتا تو پھر خدا کس لیے اپنے ذمہ رکھے وہ آخر کار سب کچھ دے دیتا ہے۔

بار ہا ہم نے سمجھایا ہے کہ جس شخص کو اور اور اغراض سوائے دین کے ہیں وہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر پار اُترنا مشکل ہے اس لیے جو ہمارے پاس آوے گا وہ مرکر آوے گا لیکن خدا اس کی قدر کرے گا اور وہ نہ مرے گا جب تک کہ دنیا میں کامیابی نہ دیکھ لے جو کچھ برباد کر کے آوے گا خدا اسے سب کچھ پھر دے گا۔ لیکن ایک دنیادار قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان خود ہی غداری کرتا ہے کہ نام تو خدا کی طرف آنے کا کرتا ہے اور اس کی نظر اہل دنیا کی طرف ہوتی ہے۔

جو قدر اس سلسلہ میں داخل ہونے کی اس وقت ہے وہ بعد ازاں نہ ہوگی۔ مہاجرین وغیرہ کی نسبت قرآن شریف میں کیسے کیسے الفاظ آئے ہیں جیسے رضی اللہ عنہم۔ لیکن جو لوگ فتح کے بعد داخل ہوئے کیا اُن کو بھی یہ کہا گیا؟ ہرگز نہیں۔ ان کا نام ناس رکھا گیا اور لوگوں سے بڑھ کر کوئی خطاب ان کو نہ ملا۔ خدا کے نزدیک عزتوں اور خطابوں کے یہی وقت ہوتے ہیں کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہونے سے برادری، رشتہ دار وغیرہ سب دشمن جان ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ شرک کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کچھ حصہ اس کا ہو اور کچھ غیر کا بلکہ ایک جگہ فرماتا ہے کہ اگر تم کچھ مجھ کو دینا چاہتے ہو اور کچھ بتوں کو تو سب کا سب بتوں کو دے دو۔

اس وقت کا تخم بویا ہوا ہرگز ضائع نہیں ہوگا۔ کیا آج تک کے تجربہ نے ان لوگوں کو بتلا نہیں دیا کہ یہ پودا ضائع ہونے والا نہیں۔ قرآن شریف، احادیث صحیحہ اور نشانات آسمانی سب ہماری تائید میں ہیں اور بین طور پر سب کچھ ثابت ہوگیا ہے۔ اب جو اس سے فائدہ نہ اُٹھاوے وہ مورد غضب الٰہی ہے۔ خدا غفور اور کریم، حنان اور منان ہے مگر یہ انسان کی شوخی اور بدبختی ہے کہ اس کے مائدہ کو وہ رد کرتا ہے اور غضب کا مستحق ہو جاتا ہے اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا۔ انسان کو خدا کا خوف اور ڈر رکھنا چاہیے اور برادری اور رسوم سے ڈر کر خدا کی راہ کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ جب انسان کا مددگار اور معاون خدا ہو جاتا ہے تو پھر اُسے کوئی کمی نہیں۔ خداداری چہ غم داری۔ اس قدر انبیاء جو آئے ہیں کیا خدا نے ان سے کسی قسم کی دغا کی ہے جو اب کسی سے کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کچھ ہوا۔ ہر وقت جان کا خطرہ تھا۔ ہر ایک طرف سے دھمکی ملتی تھی مگر کیا لوگوں نے اور قوم اور برادری نے آپ کو تباہ کر دیا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خود تباہ ہوئے اور آج کوئی ایک بھی نہیں جو اپنے آپ کو ابوجہل کی اولاد بتلاتا ہو مگر آنحضرتؐ کے نام لیواؤں اور آپ کی اولاد سے دنیا بھری پڑی ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 452)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ   مطبع: ضیاء الاسلام پریس   مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ   قیمت 5 روپے

مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ خدا کا منتخب بندہ

حضور کی دعاؤں کی قبولیت اور قوت قدسیہ کے معجزات

(قسط اول)

دوران تعلیم جامعہ احمدیہ (ربوہ) 1970ء کا سال ہمارا مقالہ لکھنے کا سال تھا۔ میرے مقالہ کا عنوان ایسا تھا جس کے لئے پاکستان سے تحقیقی مواد کا ملنا تقریباً ناممکن تھا۔ اس کا عنوان ''افغانستان میں عبرانی کتبات'' تھا اور اس موضوع پر تحقیقی مواد یا تو یورپین محققین کے پاس تھا یا امریکن محققین کے پاس اور جہاں تک کتبات کا تعلق تھا وہ سارے کے سارے افغانستان میں تھے۔ طبعاً پریشانی بھی تھی۔ کچھ مواد اٹالین زبان میں کابل سے خاکسار کے ہاتھ لگا مگر اس کا ترجمہ کارے دارد تھا۔ کچھ اٹالین انجینئرز تربیلا میں تھے ان سے رابطہ کی کوشش میں خاکسار تربیلا بھی گیا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ ایک روز کسی ملاقات کے دوران ہمارے پرنسپل اور نہایت ہی محبت کرنے والے استاد محترم میر داؤد احمد صاحب سے حضور نے ازراہ شفقت خاکسار کا احوال دریافت فرمایا تو محترم میر صاحب نے عرض کی کہ آجکل وہ اپنے مقالہ کے سلسلہ میں سرگرداں ہے آپ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ جلسہ سالانہ پر ڈاکٹر محمد عبدالہادی صاحب کیوسی آرہے ہیں ان سے مل لو۔ محترم ڈاکٹر صاحب اٹالین نژاد تھے مگر ان دنوں جرمنی میں مقیم ہو چکے تھے۔ جلسہ پر تشریف لائے تو میں حضور انور کے ارشاد کے مطابق ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا وہ بہت خوش ہوئے اور کام کی حامی بھی بھری اور جس حد تک ان سے ممکن تھا انہوں نے اس سلسلہ میں تعاون کیا اور میری بہت مدد کی۔ حضور انور کی توجہ اور دعا سے اس کے بعد بفضل اللہ تعالیٰ سب کام آسان ہوتے چلے گئے۔ انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبان میں بھی اس موضوع پر مواد دستیاب ہو گیا اور بفضل اللہ تعالیٰ وقت پر مقالہ مکمل کر کے اساتذہ کے سپرد کرنے کی توفیق مل گئی۔

خاکسار کے افغانستان کے دو تین چکر بھی اس سلسلہ میں لگ گئے۔ ایک سفر کے موقع پر میرے نگران مقالہ محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے ایک اور کام بھی خاکسار کے سپرد فرما دیا اور وہ یہ تھا کہ جلال آباد میں ''شہزادہ نبی کے چبوترہ'' کے نام سے ایک معروف مقام ہے اس کا بھی Visit کیا جائے اور اس پر تحقیق بھی کی جائے۔ روانگی سے پہلے ایک روز نماز عصر سے پہلے محترم میر صاحب مجھے اپنے ساتھ لے کر پرانے قصر خلافت کے اس دروازہ پر کھڑے ہو گئے جہاں سے کسی زمانہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بیت مبارک کی محراب کی طرف جانے کے لئے برآمد ہوتے تھے۔ حضور تشریف لائے اور ہم لوگوں نے حضور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور میر صاحب نے میرا تعارف کرایا اور فرمایا کہ یہ افغانستان جا رہا ہے اور اس کے سپرد میں نے بھی ایک کام کیا ہے۔ حضور انور اپنے عصائے مبارک کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور خوب نظر بھر کر خاکسار کی طرف نگاہ ڈالی اور زیر لب کچھ پڑھتے رہے اور پھر آپ بیت کی طرف چل پڑے اور ہم دوسرے دروازہ سے بیت میں داخل ہو گئے۔ یہ 1968ء کی بات ہے۔

چند روز بعد خاکسار افغانستان روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچنے پر جب جلال آباد کے سفر کا مرحلہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے فضل سے ایک عزیز کی طرف سے اتنی رقم بطور تحفہ مل گئی جس سے اس سفر کے اخراجات مہیا ہو گئے۔ یہ علاقہ جہاں میں نے جانا تھا جلال آباد اور کابل کے درمیان بڑی ہائی وے سے اتر کر شمال کی طرف صوبہ کنہار (مشرقی) کے صدر مقام مہتر لام کے قریب واقع تھا۔ وہاں میں اکیلا نہ جا سکتا تھا اجنبی بھی تھا زبان کا بھی مسئلہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضور کی توجہ اور دعا کی برکت سے ایک عزیز کو بطور گائیڈ مہیا کر دیا۔ یہ میرے ایک قریبی مکرم سید محمود احمد ساداتی تھے جو کارگر تخلص کرتے تھے۔ ان کے امتحانات قریب تھے مگر میرے ساتھ سفر پر جانے کی انہوں نے حامی بھر لی۔ ہم لوگ کابل سے روانہ ہونے کے لئے پُل محمد خان سے بس پکڑنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے راستہ میں کابل کا صدر ڈاک خانہ پڑتا تھا میں سیدھا وہاں گیا۔ کہنے لگے کہ کیا کرنے لگے ہو میں نے کہا بس دیکھتے جاؤ وہاں سے میں نے ایک ایروگرام لیا اور دعا کی درخواست لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایڈریس تحریر کر کے خط لیٹر بکس میں ڈال دیا۔ محمود نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ حضور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا ہے بڑا حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگ گیا کہنے لگا یہ خط تو دس روز بعد وہاں پہنچے گا اور ہم اب اسی وقت روانہ ہو رہے ہیں تم نے اگر لکھنا تھا تو دس روز پہلے لکھتے۔ میں نے کہا کہ اب بھی یہ ایسا ہی سمجھو کہ گویا دس روز پہلے ہی لکھا ہے۔ بس دعا شروع ہو گئی ہے۔ اسے سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے بہرحال ہم لوگ چند گھنٹوں بعد مہتر لام پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر جب ہم نے متعلقہ ''چبوترہ'' کے متعلق معلومات حاصل کیں تو کام مشکل نظر آنے لگا۔ ہم لوگ وہاں سے ٹانگہ لینے کا سوچ رہے تھے مگر وہ بہت مہنگا پڑتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی قدرت ہمیں صحیح جگہ پر اور بہتر رنگ میں لے جانا چاہتی تھی۔ دراصل ہم لوگ اپنی جمع کی ہوئی معلومات کی بنا پر چل رہے تھے۔ ہمیں پتہ چلا تھا کہ جس جگہ ہم جانا چاہتے ہیں وہ زیارت مہتر لام کہلاتی ہے اور وہ نسبتاً دور تھی اور وہاں اگر ہم ٹانگے پر بیٹھ کر پہنچ بھی جاتے تو بھی ہمیں کچھ نہ پتہ چلتا۔

اس زیارت (مزار) کی دیکھ بھال پر مامور جو لوگ تھے وہ ''دیہہ زیارت'' میں مقیم تھے اور ہمیں اصولاً پہلے ان کے پاس جانا چاہئے تھا مگر ہمیں ابھی اس بات کا علم نہ تھا ہم ٹانگہ اور اس کے کرایہ کی فکر میں سرگرداں تھے۔ بالآخر میں نے اپنے ساتھی سید محمود احمد کو کہا کہ ہم جہت معلوم کر لیتے ہیں اور پیدل چلے چلتے ہیں اور یہ فیصلہ کر کے ہم ایک دو آدمیوں سے کچھ معلومات لے کر پیدل روانہ ہو گئے۔ شہر سے جب باہر نکل کر کھیتوں میں سے گزر رہے تھے تو ایک شخص ہمیں ملا اسے ہم نے اپنا مقصد بتایا تو اس نے کہا کہ آپ کو پہلے ''دیہہ زیارت'' جانا چاہئے جہاں اس مزار کی دیکھ بھال کرنے والے مجاور یا متولی حضرات رہائش پذیر ہیں اور چونکہ میں بھی وہیں جا رہا ہوں آپ میرے ہمراہ چلے آئیں۔ چنانچہ باتیں کرتے ہوئے ہم اس کی راہنمائی میں چلتے گئے اور کچھ دیر بعد ہم ''دیہہ زیارت'' پہنچ گئے۔ گاؤں کے چوک میں پہنچ کر اس شخص نے ہمیں ایک جگہ انتظار کرنے کو کہا اور خود اس زیارت کے متولی کو اطلاع کرنے چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ہمراہ وہ متولی آ گیا جس نے اپنے ہاتھ میں ایک تھیلا اٹھایا ہوا تھا ہمارا بہت پُرتپاک استقبال کیا اور ہمیں اپنے گھر کے مردانہ حصہ میں جو ایک باغ تھا لے گیا ہم وہاں پہنچے اور پھر اس زیارت کے ساتھ منسلک اور بھی بعض متولی صاحبان آ گئے۔ رات گئے تک ہماری مجلس جاری رہی جس میں ان لوگوں سے متعدد معلومات ملیں جو خاکسار ساتھ ساتھ نوٹ کرتا گیا ان لوگوں نے ہماری مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جس تھیلے کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں اس متولی نے نہایت ہی قدیمی دستاویزات جمع کی ہوئی تھیں جن کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود نے بھی اپنی ایک تحریر میں اشارہ فرمایا ہوا ہے۔ ان کو بھی دیکھنے کا موقعہ ملا اور ان میں سے ایک آدھ میں نے نقل بھی کر لی اگلے روز وہ ہمیں لے کر پیدل اس زیارت مہتر لام پر لے گئے جو غالباً وہاں سے دو تین میل اور آگے خشک چٹانوں میں ایک چھوٹی سی صاف اور چشمے والے پانی کی ندی پر واقع ہے۔ اس کو بھی اچھی طرح دیکھنے اور متعدد باتیں نوٹ کرنے کا موقعہ ملا۔ الغرض جس قدر ہمیں معلومات وہاں سے درکار تھیں وہ سب مل گئیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعا اور توجہ کی برکت سے ہمارے سارے کام آسان کر دیئے اور ہم بفضل اللہ تعالیٰ کامیابی سے واپس شام کو کابل پہنچ گئے وہاں ایک باغ بھی لگا ہوا تھا جس میں کئی پھلدار پودے تھے ان میں اس وقت صرف چکوترہ لگا ہوا تھا خاکسار نے دو تین چکوترے توڑے اور چند روز بعد پاکستان واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کئے۔ عندالملاقات آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا خط مل گیا تھا بتاؤ وہاں کیا کر کے آئے ہو میں نے اجمالاً رپورٹ پیش کی آپ بہت مسرور ہوئے اور پیشگوئی کے رنگ میں ایک بات بتائی اور فرمایا کہ انشاء اللہ وقت پر یہ ظاہر ہو گی۔ بہرحال آپ کی دعا اور توجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی سعادت بخش دی جو امید ہے انشاء اللہ جماعتی تاریخ کا حصہ بن جائے گی۔

1972ء کے اوائل میں غالباً مارچ اپریل میں بیت اقصیٰ کا افتتاح ہونا تھا ایک روز پہلے حضور جملہ انتظامات بالخصوص ساؤنڈ سسٹم کا ملاحظہ فرمانے بیت اقصیٰ میں بعد از نماز عصر تشریف لائے۔ محترم میر داؤد احمد صاحب اور بعض اور بزرگان اور جامعہ کے بعض فارغ التحصیل طلباء جس میں خاکسار بھی شامل تھا، کو وہاں پہنچنے کا حکم تھا۔ حضور مختلف احباب کو محراب میں جا کر مائیک پر کچھ پڑھنے کا ارشاد فرماتے اور خود بیت کے مختلف کونوں میں کھڑے ہو کر آواز سنتے۔ اتنے میں آپ نے محترم میر صاحب کو فرمایا وہ جو تمہارا ایک شاگرد بڑی دھواں دھار تقریر کرتا ہے وہ کہاں ہے؟ آپ نے جواباً عرض کیا ''عبدالسلام طاہر؟'' فرمایا ہاں وہی۔ چنانچہ مکرم عبدالسلام طاہر صاحب حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ محراب میں جا کر خلافت کے موضوع پر تقریر کرو۔ چنانچہ سلام صاحب نے خلافت کی برکات کے موضوع پر تقریر شروع کر دی اتنے میں حضور کی توجہ خاکسار کی طرف مبذول ہوئی مجھے دیکھتے ہی فرمایا ''تم جا کر سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرو'' مجھے گویا گوہر مقصود مل گیا تھا۔ چنانچہ خاکسار کو محراب میں مائیک پر سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی سعادت نصیب ہو گئی۔

جامعہ سے ہماری کلاس کی فراغت مئی 1971ء میں ہو چکی تھی چند ماہ بعد حضور نے خاکسار کی تقرری بطور پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ گھانا فرما دی۔ مئی 1972ء کے آخر میں خاکسار گھانا چلا گیا اور پھر سات سال بعد 1979ء میں واپسی ہوئی 1970ء میں حضور انور ایک الٰہی تحریک کے نتیجہ میں مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت مغربی افریقہ کے چھ ممالک میں سیکنڈری سکولز اور ہسپتالوں کا ایک نیٹ ورک قائم کرنے کا فیصلہ فرما چکے تھے اور خاکسار کے وہاں پہنچنے سے پہلے گھانا میں بھی چند ہسپتال اور سکولز قائم ہو چکے تھے اور بہت کامیابی سے کام کر رہے تھے ان ہسپتالوں اور سکولوں کی معجزانہ کامیابی اور نیک نامی خالصۃً حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک بہت بڑا نشان تھی۔

گھانا کے ایک مرکزی صوبہ برونگ اھافو (Brong Ahafo) ریجن کے ایک مقام ٹیچی مان (Techiman) میں ہمارا جماعتی مرکز بھی تھا اور بیت بھی۔ ان دنوں وہاں کے ریجنل مربی مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب تھے۔ وہاں ہسپتال کا آغاز کرنے کے لئے حضور انور نے مکرم

ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب کو مع فیملی گھانا بھجوایا۔ متعلقہ حکام نے ہسپتال کھولنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہاں پہلے ہی ایک مشن ہسپتال کام کر رہا تھا۔ اصل میں تو ایک تعصب تھا جو آڑے آ رہا تھا ورنہ اس علاقہ کی آبادی کے پیش نظر ایک ہسپتال ہرگز کافی نہ تھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ شفاء تو خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اب جماعت کے ہسپتال کے ذریعہ سے تقسیم ہونی مقدر تھی۔ ڈاکٹر صاحب صبر کر کے بیٹھ گئے۔ لیکن خدا کی تقدیر یوں حرکت میں آئی کہ مشن ہسپتال کے ڈاکٹر کو جو ڈچ تھا ملک سے باہر رخصت پر جانا پڑ گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں ایک روز اس ہسپتال میں ایک سرجیکل ایمرجنسی پیش آ گئی اور ہسپتال والوں نے مجبوراً مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب سے رجوع کیا۔ انہوں نے ان کو جواباً کہا کہ وہ قانوناً پریکٹس کے مجاز نہیں جس پر اس ہسپتال والوں کو لکھ کر دینا پڑا کہ وہ ذمہ دار ہوں گے اس پر مکرم ڈاکٹر صاحب نے اس ایمرجنسی کو بہت کامیابی سے بھگتا دیا اور اس سے جماعت کی نیک نامی میں بہت اضافہ ہوا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب تو واپس گھر آ گئے۔ مگر مریضوں کا رجوع ان کی طرف ہو گیا۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب قانوناً پریکٹس نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے ہر مریض کو جواب دینا پڑتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس حوالے سے اس وقت کے امیر و مشنری انچارج مکرم ومحترم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر نے متعلقہ حکام پر دباؤ ڈالا اور بالآخر حکام کو گھٹنے ٹیکنے پڑ گئے اور انہوں نے بادل نخواستہ جماعت کو اپنا ہسپتال کھولنے کی اجازت دے دی اور بفضل اللہ تعالیٰ مکرم خان صاحب کے ذریعہ بہت جلد یہ ہسپتال ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا اور یہ سب حضور انور کا آہنی عزم اور مستجاب دعائیں تھیں جو رنگ لا رہی تھیں۔

گھانا کے جنوبی حصہ میں ایک مقام سویڈرو (Swedru Agona) نام کا ہے جو اگونا نام کی ریاست میں واقع ہے۔ اکرا سے سالٹ پانڈ جانے والی سڑک پر اکرا سے تقریباً 35 میل کے فاصلہ پر ایک چوراہا ہے جہاں سے 11 میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب یہ قصبہ واقع ہے یہاں بھی حضور کے حکم سے ایک ہسپتال قائم کیا گیا جس میں پہلے ڈاکٹر مکرم چوہدری آفتاب احمد صاحب تھے جو اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ وہاں 1974ء کے آخر تک رہے، یہ دونوں فرشتہ سیرت انسان تھے بہت ہی بزرگ، نیک خصلت، مہمان نواز، عابد اور دعا گو۔

مکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ہسپتال ایک عمارت کرایہ پر لے کر کھولا اور بفضل اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی شہرت سارے ملک میں پھیل گئی۔ دور دور سے مریض یہاں آنے لگ گئے یہ بات چرچ، ہسپتالوں اور مقامی عیسائی پادریوں اور بعض حکام وغیرہ پر بہت شاق گزری اور کوشش شروع ہو گئی کہ اس ہسپتال کو بند کرا دیا جائے مگر ان حاسدوں کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیسے بند کرایا جائے۔ ہمارے ڈاکٹروں کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی تھی اور وہ ظاہری سامانوں کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ دے رہا تھا۔ حکومت کے قوانین کے مطابق ہسپتالوں میں بعض سامان بہت ضروری ہوتے تھے جن کے بغیر ہسپتال چل نہیں سکتا تھا۔ مثلاً ایک خاص قسم کی آپریشن ٹیبل ہونی چاہئے جس پر مریض کو لٹا کر آپریشن کیا جاتا ہے۔ ہمارے ڈاکٹر صاحبان عام قسم کی لکڑی کی میزوں پر لٹا کر ہر قسم کا آپریشن کر ڈالتے تھے اور مریض جسے چارپائی پر لٹا کر کندھوں پر اٹھا کر لایا جاتا تھا بفضل اللہ تعالیٰ چند روز بعد اچھلتا کودتا ہوا چارپائی سر پر اٹھا کر گھر کو روانہ ہو جاتا تھا۔ مقامی حکام اور پادریوں وغیرھم کو اس بات کا یقین تو تھا کہ ایسا واقعی ہو رہا ہے مگر ان بیچاروں کو یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ کیسے ہو رہا ہے۔

لہٰذا ان کو یہ حسد پیدا ہوا کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے قانون کے آگے ان کی کچھ چلتی نہ تھی لہٰذا ان لوگوں نے ملکی قانون کو آڑ بنا کر حکومت کو شکایات کرنا شروع کر دیں۔ بالآخر حکومت نے ہسپتال بند کرنے کا آرڈر جاری کر دیا۔ اس دوران محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب گھانا کے امیر و مشنری انچارج کے طور پر مشن کا چارج سنبھال چکے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو جب اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ کام بیشک نہ کیا جائے مگر ہسپتال کا جتنا بھی عملہ ہے ان کو فارغ نہ کیا جائے اور ان کو تنخواہ باقاعدہ دی جاتی رہے۔ چنانچہ عملہ جو تمام کا تمام (سوائے مکرم ڈاکٹر صاحب کے) مقامی افراد پر مشتمل تھا مسلسل دس ماہ گھر بیٹھے مفت میں تنخواہ وصول کرتا رہا۔ جماعت نے حکومت سے رابطہ کیا اور مسلسل درخواست کی گئی بلکہ جن سامانوں کا کہا گیا تھا وہ بھی مہیا کر لیا گیا تا قانونی وجوہ سب کی سب پوری کر دی جائیں مگر ان سب کے باوجود حکومت ابھی اجازت نہیں دے رہی تھی تاہم جماعت نے وزارت صحت پر برابر دباؤ جاری رکھا بلکہ ایک مرتبہ تو وزیر صحت جو دراصل فوجی کرنل وغیرہ تھا سے ہمارے وفد کی گرمی سردی بھی ہو گئی جس پر اس فوجی افسر کو بعد میں سربراہ مملکت کے ہاں زک بھی اٹھانی پڑی یہ بھی حضور انور کی توجہ کی برکت تھی ورنہ صورتحال بہت نازک ہو گئی تھی۔ الغرض ان کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہیلتھ کمشنر (وزیر صحت) نے خود سویڈرو ہسپتال کا دورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ ایک روز اپنے سرکاری عملہ کے ہمراہ سویڈرو ہسپتال میں آیا۔ مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے ان کو Receive کیا اور ہسپتال کا معائنہ کروایا اور اس دوران جبکہ وہ معائنہ کر رہے تھے اور صحن میں کھڑے باتیں کر رہے تھے ایک مریض ضعیف العمر بھی وہاں آ گیا وہ دیہاتی سادہ سا آدمی تھا افسر اور غیر افسر میں شاید تمیز نہیں کر سکا اور وزیر صحت جو کہ ملٹری کے کرنل تھے، کو نظر انداز کرتے ہوئے مکرم ڈاکٹر صاحب سے کہنے لگا کہ میں بیمار ہوں اور مجھے دوائی درکار ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے معذرت کی کہ چونکہ ہسپتال حکومت کے حکم پر بند ہے لہٰذا وہ دوائی دینے سے معذور ہیں مگر وہ اصرار کرتا جا رہا تھا۔ اس پر کرنل صاحب کی توجہ طبعاً اس کی طرف مبذول ہو گئی اور وہ اس کے اصرار میں دلچسپی لینے لگ گئے۔ کرنل صاحب نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے تو اس نے کہا کہ میں سنیانی (Sunyani) سے آیا ہوں جیسے ہی کرنل نے سنیانی کا نام سنا تو مکرم ڈاکٹر صاحب کے بیان کے مطابق کرنل بے اختیار زمین سے اوپر اچھلا اور دھم سے اس کے فوجی بوٹ ایک دھماکے کے ساتھ زمین سے ٹکرائے اور ساتھ ہی وہ چنگھاڑا کہ تم جو سنیانی سے یہاں چل کر آئے ہو کیا اس دوسو میل کے راستے میں کوئی ہسپتال کلینک وغیرہ نہیں تھا جہاں سے تمہیں دوائی مل سکتی۔ اس بوڑھے نے بڑے تحمل سے جواب دیا کہ کیوں نہیں، بیشمار ہسپتال وغیرہ ہیں جہاں دوائی وغیرہ مل سکتی تھی۔ اس پر کرنل نے کہا کہ پھر یہاں کیا لینے آئے ہو وہاں کیوں نہ گئے؟ اس نے پھر دوبارہ بڑے ادب سے عرض کر دیا کہ جی وہاں سب کچھ ہے مگر شفا نہیں ہے۔ شفا صرف یہیں ملتی ہے اور میں تو شفا کی تلاش میں ہوں، دوائی کی نہیں۔ یہ سنتے ہی کرنل جتنا اوپر اچھلا تھا اتنا ہی نیچے زمین میں دھنس گیا اور اس کے منہ سے کوئی بات نہ نکلی، ایک سناٹا سا تھوڑی دیر تک چھایا رہا۔ بہرحال حکومت اس صورتحال کو زیادہ عرصہ Resist نہ کر سکی اور بالآخر جنرل اچمپانگ جو فوجی حکومت کے سربراہ تھے نے ذاتی مداخلت کرتے ہوئے ہسپتال کھلوا دیا۔ دس ماہ کی بندش کے بعد جب ہسپتال دوبارہ کھلا تو پہلے سے بڑھ کر رونقیں اور برکتیں واپس لوٹ آئیں اور یہ فتح یقیناً حضور کی قوت قدسیہ کی برکت تھی۔ مگر یہ تو ابھی آغاز تھا۔ دس ماہ کی بندش کا بھی اللہ تعالیٰ نے اجر عطا کرنا تھا۔

کچھ عرصہ گزرا غالباً ایک آدھ ماہ ہی گزرا ہو گا کہ اکرا (گھانا کا موجودہ دارالخلافہ) کے مربی مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب اچانک براستہ سویڈرو سالٹ پانڈ تشریف لے آئے۔ انہوں نے مکرم مولانا کلیم صاحب کو بتایا کہ سویڈرو میں ایک عمارت قابل فروخت ہے اور ہسپتال کے لئے بہت موزوں ہے۔ مکرم مولانا کلیم صاحب فوراً سویڈرو روانہ ہو گئے اور اس عمارت کا معائنہ کیا پتا چلا کہ یہ عمارت بالکل نئی ہے گو اس کو تعمیر ہوئے چند سال گزر چکے تھے تاہم استعمال ایک دن بھی نہیں ہوئی اور یہ عمارت دراصل بنیادی طور پر ایک ہسپتال کے طور پر تعمیر کی گئی تھی۔ ہوا یوں تھا کہ کوامی نکرومہ (گھانا کے پہلے صدر اور ملک کے بانی) کے دور کے وزیر صحت جو خود بھی ایک ڈاکٹر تھے اور سویڈرو کے باشندے تھے، نے ایک پرائیویٹ ہسپتال کھولنے کا ارادہ کیا تھا ان کا خیال تھا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ سویڈرو میں باقی ماندہ زندگی ایک ہسپتال کے ذریعہ عوام الناس کی خدمت کر کے گزاریں گے مگر ابھی وہ عمارت مکمل ہوئی ہی تھی کہ انقلاب آ گیا اور حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا نکرومہ صاحب کی مجلس عاملہ ساری کی ساری اندر کر دی گئی جس میں یہ وزیر موصوف بھی شامل تھے۔ بعد میں وہ رہا تو ہو گئے مگر پھر اکرا میں ہی بود و باش اختیار کر لی اور یہ عمارت جو کہ نئی تعمیر ہوئی تھی بغیر استعمال کے ہسپتال بنی رہی اور اس دوران جزوی طور پر لوگوں نے اس کو کسی قدر نقصان بھی پہنچایا تھا تاہم پوری عمارت اپنی شان و شوکت قائم رکھے ہوئے بڑی عظیم الشان نظر آتی تھی بالکل خالی تھی اور ایک دن بھی استعمال نہ ہوئی تھی۔ یہ ایک عجیب الٰہی تائید کا نشان تھا کہ لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خالصۃً یہ ہسپتال مجلس نصرت جہاں کے استعمال کے لئے پہلے سے تعمیر کرا کے رکھا تھا۔ اس کی قیمت اس وقت صرف 32 ہزار Sidec تھی اور اندازہ تھا کہ اس کی رینوویشن (Renovation) کے لئے مزید آٹھ ہزار Sidec خرچ ہوں گے۔ کل چالیس ہزار کی رقم درکار تھی (جو تقریباً 39 ہزار ڈالرز سے بھی کم تھی) حضرت مولانا کلیم صاحب نے فوراً حضور انور کی خدمت میں لکھا۔ حضور نے فوراً منظوری مرحمت فرما دی اور یہ عمارت خرید لی گئی اور بہت کم عرصہ میں رینوویشن مکمل ہو گئی اور پھر 4 مئی 1974ء کو بہت ہی شاندار افتتاح عمل میں آیا۔ علاقے کے چیف، پیراماؤنٹ چیف خود وزیر صحت جو اس وقت غالباً J.H. Salormey تھے آئے اور بے حد متاثر ہوئے اور مولانا کلیم صاحب کو عمارت دیکھتے ہی کہنے لگے کہ You have got an imposing building اور پھر اپنی تقریر میں بے حد خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور ان کی تقریر سے فی الواقعہ ایک خلوص ٹپک رہا تھا ہرگز اس میں کوئی مبالغہ آمیزی یا تصنع نہ تھا فوجی آدمی تھے بہت ہی اثر انگیز تقریر کی اور مشن کی خدمات کو بہت سراہا۔ اس موقع پر سفیر پاکستان مکرم شیخ عبدالمعید صاحب بھی تشریف لائے اس وقت ابھی پاکستان میں 1974ء والے ہنگامے نہیں ہوئے تھے لہٰذا ان کے ہمارے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے اور بے تکلفی بھی تھی اور وہ اکثر ہمارے فنکشنز پر مدعو کئے جانے پر تشریف لے آتے تھے۔ الغرض یہ تقریب بے حد پُرشکوہ تھی اور اس ہسپتال نے بہت عظیم الشان خدمات سرانجام دیں اور دے رہا ہے اور اس میں کام کرنے والے ڈاکٹر صاحبان نے اللہ تعالیٰ کے بیشمار عظیم الشان نشانات کا مشاہدہ کیا اور یہ سب کچھ محض حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی توجہات و عنایات اور دعوات مستجابات تھیں جو خدا کے حضور شرف قبولیت پا رہی تھیں۔

مکرم ڈاکٹر لئیق احمد فرخ صاحب کے دور کا ایک واقعہ (اور اس طرح کے سینکڑوں واقعات ہوئے ہوں گے) ڈاکٹر فرخ صاحب نے اس طرح سنایا کہ ایک روز جبکہ وہ نیچے اپنے کلینک میں مریضوں کو دیکھ رہے تھے ایک مریض لایا گیا جو 'ہرنیا' کی شدید تکلیف سے بے اختیار چیخ رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایمرجنسی ڈکلیئر کر دی فوراً اس کو آپریشن روم میں لے گئے اور اس کو آپریشن ٹیبل پر لٹا کر اس

باقی صفحہ 6 پر

حاصل مطالعہ

مکرم: انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب

حضرت مسیح موعود کی معرکۃ الآراء تصنیف ’’چشمہ معرفت‘‘ میں ایک منصف مزاج آریہ پرکاش دیو جی کی کتاب ’’سوانح عمری حضرت محمد صاحب‘‘ کا خوبصورت تذکرہ

حضرت مسیح موعود نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب چشمہ معرفت میں ایک ہندو مصنف پرکاش دیو جی اور ان کی کتاب سوانح عمری حضرت محمد ﷺ بانیٔ اسلام کا ذکر فرمایا اور موصوف کی انصاف پسندی، حسن اخلاق، خدا ترسی اور وسعت معلومات کی تعریف فرمائی اور کتاب کے بارے میں فرمایا:

’’میں آپ کی کتاب دیکھنے سے بہت خوش ہوا۔‘‘

حضور نے اس کتاب کے بعض اقتباس بھی چشمہ معرفت میں شامل فرمائے ہیں۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 255 تا 264)

خاکسار نے بطور خاص اس کتاب کو ڈھونڈ کر پڑھا اور بہت لطف اٹھایا اور مناسب سمجھا کہ اس کتاب کے مندرجات میں سے چند اقتباس ہدیۂ قارئین کرے۔ لیکن پہلے حضرت مسیح موعود کے مبارک الفاظ میں تعارف پیش ہے۔

تعارف

’’برہمو صاحب کا نام پرکاش دیو جی ہے جو براھم دھرم لاہور کے پیر چارک ہیں اور کتاب کا نام سوانح عمری حضرت محمد صاحب ہے اور اس پُر آشوب زمانہ میں کہ ہر ایک فرقہ خواہ آریہ ہیں خواہ پادری صاحبان دیدہ دانستہ کئی طور کے افتراء کر کے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی توہین اور اسلام کی تحقیر کو بڑا ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں۔ ایسے وقت میں آریہ قوم میں سے ایسا منصف مزاج پیدا ہونا جو برہمو مذہب رکھتے ہیں نہایت عجیب بات ہے۔ مؤلف کتاب نے اپنی دیانت داری اور انصاف پسندی اور حق گوئی اور بے تعصبی کا عمدہ نمونہ دکھلایا ہے۔

میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک ایک نسخہ اس کتاب کا خرید لیں۔‘‘

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 255)

فیض رساں اور عالمگیر نبی

پرکاش دیو جی لکھتے ہیں:

’’حضرت محمد صاحب بانیٔ مذہب اسلام جن کی سوانح عمری کا یہ مختصر سا خاکہ ہے منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں۔ جنہوں نے قانون قدرت کے موافق جہالت اور تاریکی کے زمانے میں پیدا ہو کر دنیا میں بہت کچھ صداقت کی روشنی کو پھیلایا اور لوگوں کو روحانی و دنیاوی ترقی کا راستہ دکھایا ہے جس طرح ہندوستان کو شاکیہ حسن گوتم عرف بدھ اور راجہ رام موہن رائے اور فارسی کو زرتشت اور چین کو کنفیوشس اور یہودیہ کو حضرت عیسیٰ کے وجود پر فخر ہے ویسے ہی ریگستان عرب کے لئے محمد صاحب کا وجود اس کی عزت و عظمت کا باعث ہے بلکہ آنحضرت کی ذات سے جو جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے لئے نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کو ان کا شکر گزار ہونا مناسب ہے۔‘‘

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ 5)

’’محمد صاحب سے پہلے دنیا میں بہت سے نبی گزر چکے تھے اور ان میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح نہایت اولوالعزم پیغمبر تھے لیکن ان کی رسالت اور آنحضرت کی رسالت میں یہ بڑا فرق تھا کہ وہ نبی صرف اپنے بھائیوں یعنی بنی اسرائیل کی ہدایت کو اپنا فرض سمجھتے تھے حضرت موسیٰ کی نبوت اور ان کی کل زندگی بنی اسرائیل اور ان کے ہی معاملات میں صرف ہوئی۔ حضرت مسیح بھی ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میں بنی اسرائیل کی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو راستہ دکھانے آیا ہوں۔ چنانچہ انہی کی ہدایت میں لگے رہے لیکن آنحضرت نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں بنی اسماعیل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کو ایک آنکھ سے دیکھا بلکہ انہیں اور تمام دنیا کو اپنا بھائی جانا اور سب کو یکساں محبت اور دردمندی سے پیغام الٰہی سنایا بادشاہوں کے شان و شکوہ کا رعب بھی انہیں پیغام الٰہی کے پہنچانے سے مانع نہیں ہوتا تھا وہ جس آزادی سے ایک ادنیٰ غریب آدمی کو صداقت کی طرف بلاتے تھے۔ اسی آزادی سے بے دھڑک عظیم الشان بادشاہوں اور شہنشاہوں کو پیغام حق بھیجتے تھے۔‘‘

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ 98، 99)

حضرت عمر کے ایمان لانے کا واقعہ

عمر کے ایمان لانے کا قصہ بہت دلچسپ ہے کہتے ہیں کہ جب قریش مسلمانوں پر ظلم کرتے کرتے تھک گئے اور آنحضرت کے استقلال اور ثابت قدمی میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ ایک روز ایک شخص نے جس کا نام اہل اسلام نے اس کی جہالت کی وجہ سے ابوجہل رکھا ہے اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کر کے نہایت ملامت آمیز تقریر سے انہیں شرمندہ کیا اور کہا کہ تمہیں ڈوب مرنا چاہئے کہ تمہارا دین اس طرح بدنام کیا جائے اور تمہارے معبودوں کو گالیاں دی جائیں اور تمہارے بزرگ جہنم کی آگ کا ایندھن قرار دیئے جائیں اور تم پر اثر نہ ہو۔ کیا یہ سخت بے غیرتی اور ذلت کی بات نہیں کہ ہم سست بیٹھے رہیں اور اس شخص کا جس نے اکیلے ہماری قوم میں آفت مچا رکھی ہے۔ کچھ تدارک نہ کرسکیں؟ مجھ سے یہ ذلت نہیں دیکھی جاسکتی۔ میں اس بھری مجلس میں اشتہار دیتا ہوں کہ تم میں سے جو کوئی محمدؐ کو قتل کرے میں 100 اونٹ نہایت اعلیٰ قسم کے اسے اس قومی خدمت کے لئے انعام دوں گا۔

عمر نے جس کی بہادری اور شجاعت اور آنحضرتؐ سے مخالفت تمام قریش میں مشہور تھی اٹھ کر کہا کہ اس وعدہ کو پورا کرنے کا مجھے پختہ قول دو میں اس مہم کو سر کر کے دکھلاؤں گا ابوجہل عمر کو کعبہ میں لے کر گیا اور ہبل کے آگے جو قریش کا سب سے بڑا بت تھا (اپنے وعدہ کے پورا کرنے کی سخت قسم کھائی۔ عمر نے بھی اسی طرح اس بت کے روبرو) عہد کیا کہ میں جب تک اس دشمن قوم کو قتل نہیں کرلوں گا۔ آرام سے نہیں بیٹھوں گا اور تلوار ہاتھ سے نہیں رکھوں گا۔

یہ کہہ کر عمر نے آنحضرتؐ کے مکان کی طرف رخ کیا۔ وہ مکان اچھی گنجائش کا تھا وہاں سب مظلوم مومنین جمع ہو جاتے۔ عبادت کرتے اور اپنے بچاؤ کی تدبیریں کرتے۔ اس روز بھی حسب معمول یہ لوگ جمع تھے۔ دروازے کی کنڈی بند کر رکھی تھی۔ (اور سب مومنین میں انعام قتل کی خبر سے جو ان کو کسی طرح پہنچ گئی تھی۔ دہشت زدہ بیٹھے تھے) عمر نے خونخوار تلوار ہاتھ میں آنحضرتؐ کے قتل کے لئے قدم اٹھایا راستے میں کوئی دوست ملا اور اس سے پوچھا کہ اس تیز قدمی کے ساتھ کہاں کی چڑھائی ہے؟ عمر نے سارا ماجرا سنایا۔ اس شخص نے کہا کہ اے عمر! اسلام کی جڑ کاٹنا اور اس کے بانی کو قتل کرنا چاہتا ہے مگر تجھے یہ خبر نہیں کہ خود تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں تجھ کو چاہئے کہ پہلے ان کو قتل کرے اگر تجھ میں کچھ انصاف اور غیرت ہے تو پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ یہ سن کر عمر کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس نے پہلے اپنی بہن کی صفائی کرنی ضروری سمجھی۔ وہ فوراً اپنی بہن کے دروازے پر پہنچا۔ دروازہ بند تھا اور اس کی بہن اور بہنوئی آنحضرتؐ کے ایک رفیق سے جن کا نام خباب تھا قرآن مجید سن رہے تھے۔ عمر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ بہنوئی نے خباب کو جھٹ کسی کونے میں چھپا دیا۔ بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اور بھائی کو آگ بگولا دیکھ کر ڈر گئی۔ جب بہن نے بھائی کو اپنے قتل پر آمادہ پایا تو بولی: ’’بھائی! جس چیز کو سن کر ہم نے اپنا دین بدلا ہے۔ للہ وہ چیز تم بھی سن لو۔ اگر اس کا اثر تمہارے دل پر نہ ہو تو تمہیں اختیار ہے کہ مجھے اور میرے شوہر کو قتل کر ڈالو۔‘‘ عمر بہن کی یہ بات سن کر متعجب رہ گئے اور کہا کہ ’’اچھا لاؤ وہ چیز مجھے سناؤ۔‘‘ اس وقت خباب کو اندر سے بلا لائے اور درخواست کی کہ وہ کچھ قرآن مجید پڑھ کر سنائیں۔

خباب نے سورۃ طٰہٰ پڑھنی شروع کی (جس کے شروع کی چند آیات کا ترجمہ یہ ہے۔)

ہم نے قرآن تجھ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو دکھ پائے یہ تو خدا سے ڈرنے والوں کے لئے صرف نصیحت ہے اس کے پاس سے اترا ہے۔ جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمانوں کو پیدا کیا وہ رحمت والی ذات جس کا عرش بریں پر راج ہے۔ وہ ہی خالق و مالک ہے۔ ہر چیز کا جو آسمانوں پر ہے۔ جو زمین میں ہے جو اس کے درمیان ہے اور جو اس کرہ خاک کے تلے ہے۔ اے انسان تو منہ سے بول یا نہ بول۔ وہ بھیدوں کو اور بھیدوں سے بھی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ہی تمام کائنات کا خدا ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں......۔

تو نے موسیٰ کی بات بھی سنی ہے؟ جب اسے دور سے آگ دکھائی دی۔...... جب موسیٰ پاس آیا تو اسے ندا آئی۔ اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں۔ ......اس بات کی تحقیق جان کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو تو میری ہی عبادت کرنا میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھنا......۔ (عمر نے ہر چند کوشش کی کہ اس کلام کا اثر ان کے دل پر نہ ہونے پائے مگر ایسا نہ ہونا ان کی طاقت اور شجاعت سے باہر تھا۔ ایک ایک آیت ان کے دل پر نشتر کا سا کام کر رہی تھی)

عمر جنہیں ہم آئندہ حضرت عمر کہیں گے۔ یہ کلام سن کر بے خود ہو گئے اور ان کو بے اختیار ہو کر کہنا پڑا۔ یہ انسانی کلام نہیں۔ یہ کچھ اور چیز ہے۔ اور درخواست کی مجھے جلد آنحضرتؐ کی خدمت میں لے چلو۔ چنانچہ خباب ان کے ہمراہ ہوئے اور جھٹ ارقم کے گھر پہنچے۔ (جہاں مسلمان قتل کی خبر سے نہایت خوف زدہ ہوئے بیٹھے تھے۔ عمر کے دروازہ کھٹکھٹانے سے وہ لوگ کانپ اٹھے اور نہیں چاہتے تھے کہ دروازہ کھولیں۔ آنحضرتؐ نے خود اٹھ کر دروازہ کھولا) اس وقت شجاع عمر کی کیا کیفیت تھی؟ تلوار ان کے گلے میں اس طرح پڑی تھی جس طرح بے ہتھیار ہارے دشمن کی۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ چاہا کہ قدموں پر گر پڑیں۔ حضرت نے گلے سے لگا لیا اور اس قدر جوش محبت سے بغلگیر ہو کر ملے اور اس محبت سے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا جس

طرح کوئی مدتوں کے بچھڑے ہوئے سگے بھائی ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ تمام مسلمانوں میں یہ خوشی کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی۔

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ 42 تا صفحہ 47)

بے نظیر اور غیر معمولی کامیابی

اب 11 ہجری شروع ہوا...... جب عرب میں یہ انقلاب روحانی ہو چکا تو محمد صاحب کو معلوم ہو گیا کہ جس مطلب کے لئے خدا نے مجھ کو پیدا کیا تھا وہ ہو چکا اور یقین کیا کہ اب میری موت کے دن قریب ہیں۔

تب انہوں نے ایک الوداعی حج کرنے کی ٹھانی چنانچہ 25 ذوالقعدہ کو آپ کا قافلہ مکہ کو روانہ ہوا۔ مگر ناظرین کیا تم قیاس کر سکتے ہو کہ اس حج میں آپ کے پیچھے کتنے آدمی تھے؟

وہ ہی آمنہ کا یتیم بچہ جسے دائی حلیمہ پرورش کے لئے لینے میں بھی تامل کرتی تھی۔ وہی شخص جسے مکہ میں کوئی پناہ نہ دیتا تھا اور جسے بھاگتے وقت صرف دو جاں نثار رفیق ملے کہ ایک بستر پر لیٹا اور ایک نے ان کے ساتھ جان جوکھوں میں ڈال کر پہاڑ کی کھوہ میں پناہ لی کچھ خیال کر سکتے ہو۔ آج اس کے جھنڈے کے نیچے کتنے آدمی ہیں؟ آج اس کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار خدا پرست میدان عرفات میں خدائے واحد کے حضور سر ننگے کھڑے۔ بن سلے کپڑے کفن کی طرح پہنے۔ امیری غریبی کا فرق دور کئے۔ میدان حشر کا نمونہ بنائے کھڑے ہیں۔ اللہ اکبر صداقت کی کامیابی! کیسا عالیشان نظارہ ہے!!

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ 130-131)

خطبہ حجۃ الوداع

آنحضرت جبل عرفات پر چڑھ گئے اور اپنے جاں نثاروں کو یوں خطاب کیا۔

''اے حاضرین اہل اسلام شاید میں اگلے سال تم لوگوں میں نہ ہوں گا۔ اب جو کچھ کہتا ہوں اس کو کان کھول کر سنو اور دل سے اس پر توجہ کرو۔

یہ مہینہ اور خاص کر یہ دن تم لوگوں کے لئے مقدس ہے۔ تم سب کے سب ہر سال اس دن اپنے خدا کے حضور اس گھر میں حاضر ہوا کرو۔

اے اہل اسلام! یہ یاد رکھو کہ قیامت کے دن تم سب کو اپنے خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا۔ وہ اس وقت تمہارے ہر فعل اور حرکات و سکنات کا حساب لے گا۔ دیکھو عورتوں کے ساتھ کبھی بدسلوکی نہ کرنا۔ ان سے ہمیشہ مہربانی سے پیش آنا۔ غلاموں کو وہ آسائش دینا جو تم اپنے آپ کو دیتے ہو۔ اگر ان سے کوئی خطا ہو جائے تو درگزر کرنا۔ یاد رہے کہ کل مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ دیکھو کوئی ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرے۔''

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ 131)

خفیف غلطی کا اظہار

حضرت مسیح موعود نے برہمو صاحب کی کتاب کی بعض عبارتیں اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''چشمہ معرفت'' میں خلاصہ کے طور پر لکھتے ہوئے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

''برہمو صاحب کی کتاب میں ایک دو جگہ خفیف غلطی پائی گئی ہے۔ یہ بشریت ہے۔ مگر یہ تو ممکن نہیں تھا کہ ایک مسلمان کی طرح ان کی تقریر ہوتی۔ ایسی صورت میں شبہات پیدا ہوتے اور کچھ اثر نہ ہوتا۔''

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 255 حاشیہ)

کتاب کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کی رائے

اس کتاب کے آخر میں یہ رائے درج ہے ازمرزا غلام احمد صاحب قادیانی ''آپ کی کتاب مجھ کو پہنچی اس کے دیکھنے سے آپ کی انصاف پسندی اور حسن اخلاق اور خدا ترسی اور وسعت معلومات ثابت ہوتی ہے......

درحقیقت دوسری قوموں میں اس طبیعت اور سلامت روش اور حق گوئی کی عادت کے لوگ بہت کم ہیں۔ میں آپ کی کتاب دیکھنے سے بہت خوش ہوا۔ میرا ارادہ تھا کہ ایک رسالہ میں جس کا تالیف کرنا میں نے شروع کیا ہے اور جس کی نسبت مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ایک ماہ تک اس کو چھاپ کر شائع کر دوں گا۔ آپ کی کتاب کا کچھ ذکر کروں۔ میں نے آپ کی اجازت کے بغیر مناسب نہیں سمجھا کہ ذکر کیا جاوے اگر آپ کی دلی خواہش سے ایک ہفتہ کے اندر یا دس دن تک مجھے اجازت دیں تو کسی موقع پر اس کا ذکر کر سکتا ہوں۔ بہر حال ہم آپ کی اس کوشش کا شکر کرتے ہیں اور آپ کے شکر گزار ہیں۔''

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ 135)

بقیہ از صفحہ 4

کا ہر نیا Manipulate کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ مگر کافی تگ و دو کے باوجود وہ اس میں ناکام رہے صورتحال ایسی تھی کہ فوری آپریشن بھی ناممکن تھا اور مریض تھا کہ درد کے مارے اس کی چیخیں بلند سے بلند تر ہوتی جارہی تھیں اور خطرہ تھا کہ شاید اسی تکلیف میں اس کی جان نکل جائے گی۔ بالآخر سارے اسباب ناکام ہوتے نظر آئے تو ڈاکٹر فرخ صاحب نے اسے اسی حال میں چھوڑ دیا اور خود اوپر اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔ ایک ایروگرام لیا اور فوراً حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں دعائیہ عریضہ لکھ کر اس کو بند کیا اور خادم کو کہا ابھی جا کر پوسٹ کر آؤ اور خود دوبارہ نیچے آئے۔ برآمدہ میں سے گزر کر جب وہ اپنے کلینک کے راستہ سے آپریشن روم کی طرف جانے کے ارادہ سے قدم اٹھانے لگے تو انہیں خیال ہوا کہ پہلے تو اس مریض کی چیخیں دور دور سے سنی جارہی تھیں اب چیخوں کی آواز بند تھی ڈاکٹر صاحب کو یقین ہو گیا کہ مریض شدت درد سے وفات پا چکا ہے مایوسانہ انداز میں آپریشن روم کی طرف بڑھے جب اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ مریض اٹھ کر بیٹھا ہوا تھا اور مسکرا رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ خدا کی قدرتوں کی اور خلیفہ وقت کی قوت قدسیہ پر ایک نیا ایمان انہیں حاصل ہوا۔

جماعتی مراکز کی کارکردگی ہو یا ہسپتالوں اور سیکنڈری سکولوں کی۔ ہر جہت میں اور ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت اور جماعتی نیک نامی اور احمدیت کے رعب کے اتنے بیشمار نظارے دیکھنے میں آتے تھے کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ احمدیت کی صداقت اور خلافت کی برکات متعدد نشانات و کرامات کی صورت میں ہر جگہ مشاہدہ میں آتی تھیں اور یہ مشاہدہ موقعہ پر موجود ہوئے بغیر ناممکن تھا اور ہے بھی۔ خاکسار پر حضور کا یہ ایک بہت بڑا عظیم الشان احسان تھا کہ مجھے افریقہ میں بھی چند سال خدمت کی سعادت مرحمت فرما کر ان نشانات کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ عطا فرما دیا۔

☆ ☆ ☆

مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب

بخار کی علامات، وجوہات، تشخیص اور علاج

جب جسم کا درجہ حرارت ایک خاص حد سے تجاوز کر جائے یعنی بڑھ جائے تو ایسی صورتحال کو بخار کہتے ہیں۔ انسانی جسم کا نارمل درجہ حرارت 36-37°C یا 98-100F ہوتا ہے جب جسم کا درجہ حرارت نارمل سے بڑھنا شروع کرتا ہے۔ تو ٹھنڈ محسوس ہوتی ہے یہ کیفیت بخار کی موجودگی تک رہتی ہے۔ جسم کا بڑھتا ہوا درجہ حرارت عموماً اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہمارا قدرتی مدافعتی نظام اس وقت جسم میں کسی انفیکشن کے خلاف نبرد آزما ہے۔

لیکن ایسی صورتحال میں جب جسم کا درجہ حرارت بہت بڑھ جائے تو انسان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ بخار میں دوائی کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسی صورتحال میں عموماً انسان کا قدرتی مدافعتی نظام کسی انفیکشن کے خلاف مصروف عمل ہوتا ہے امریکن اور یورپین ڈاکٹرز کے مطابق جسم کا درجہ حرارت 39-40°C سے اوپر تیز بخار میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ انسان کی صحت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

وجوہات

بخار درج ذیل وجوہات سے ہو سکتا ہے۔ گلے کی سوزش، فلو یا نمونیا، جوڑوں کا درد، کسی دوائی سے، تیز دھوپ میں پھرنے سے، گرم موسم میں سخت ورزش کی وجہ سے، کسی بھی نشہ کو ترک کرنے کی وجہ سے اور کسی مچھر سے جیسے ملیریا یا ڈینگی بخار وغیرہ۔

علامات

بخار میں عموماً درج ذیل علامات سامنے آتی ہیں۔ شیورنگ یعنی کپکپی ہوتی ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ ڈی ہائی ڈریشن Dehydration یعنی جسم سے پانی ختم ہو جاتا ہے۔ Lethargy یعنی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ نیند نہیں آتی۔ پسینہ آتا ہے۔

تشخیص Diagnosis

بخار کو تھرمامیٹر کے ذریعے دیکھا جاتا ہے۔ Thermameter بخار ناپنے سے پہلے جسم کا حالت سکون میں ہونا ضروری ہے کام کرتے وقت یا ورزش کے وقت جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ منہ کا درجہ حرارت 37.7°C یا 98F سے زیادہ کو بخار تصور کیا جاتا ہے۔ بچوں کے بخار کا درجہ حرارت منہ کی بجائے بغل کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ چونکہ بغل کا درجہ حرارت، منہ کے درجہ حرارت سے ایک درجہ کم ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں ایک درجہ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ امریکہ اور دوسرے یورپین ممالک میں جسم کا درجہ حرارت بخار کی صورت میں بذریعہ مقعد لیا جاتا ہے۔

علاج

بخار کی حالت میں کوئی بھی بخار کم کرنے والی دوا استعمال کی جاتی ہے۔ بالغ افراد کو گولیاں دی جاتی ہیں اور بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے شربت استعمال کیا جاتا ہے تاہم اگر بخار کسی انفیکشن کی وجہ سے ہے تو پھر مریض کو اینٹی بایوٹک (Antibiotic) بھی دینی پڑے گی۔ بخار کی صورت میں بہتر یہی ہے کہ فوراً کسی مستند ڈاکٹر کو دکھا کر اس کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔

بخار سے بچاؤ کی تدابیر

عموماً بخار کسی سوزش Infection کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھیں تا کہ انفیکشن کی وجہ سے ہونے والے بخار سے بچا جا سکے۔ گھر میں مچھر مار دوائی کا بھی استعمال کریں تا کہ مچھروں سے ہونے والے بخار سے بھی نجات مل سکے۔ تیز دھوپ میں زیادہ دیر چلنے سے بھی اجتناب کریں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم منیر احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن جماعت احمدیہ 38 جنوبی ضلع سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

فاران احمد ابن مکرم یامین صاحب ضلع سرگودھا کی تقریب آمین مورخہ 15 مئی 2014ء کو منعقد ہوئی مکرم خالد محمود جٹ صاحب صدر جماعت 38 جنوبی ضلع سرگودھا نے بچے سے قرآن پاک سنا اور دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا بنائے اور اس کے شیریں ثمرات سے نوازے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد اشفاق صاحب امیر ضلع نوابشاہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم نعیم احمد صاحب نواب شاہ کے والد مکرم چوہدری عرفان احمد صاحب آف گوٹھ مولوی عطاء اللہ ضلع خیر پور جن کی عمر اس وقت 80 سال ہے۔ کافی عرصہ دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ شوگر اور بلڈ پریشر کے عارضے بھی لاحق ہیں اور اب انہیں فالج کا شدید حملہ ہوا ہے۔ جسم کا دایاں حصہ متاثر ہوا ہے۔

اسی طرح مکرم چوہدری دل محمد گجر صاحب سابق صدر باندھی ضلع نواب شاہ ایک لمبے عرصہ سے فالج کے باعث بیمار ہیں۔ علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہو رہا۔ گھر پر ہی زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے دونوں احباب کی شفاء کاملہ وعاجلہ اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم محمد منیر صاحب کارکن بلال فنڈ کمیٹی تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ مکرمہ جمیلہ منیر صاحبہ کا چند روز قبل پریشر ککر پھٹنے سے چہرے کے علاوہ جسم کا کافی حصہ جھلس گیا ہے۔ گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن پیٹ کے بعض حصوں پر شدید تکلیف اور درد کا احساس ہے۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم نصیر احمد ملک صاحب نائب زعیم اصلاح وارشاد مجلس انصار اللہ بیوت الحمد کالونی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو موٹر سائیکل حادثہ کی وجہ سے چوٹیں آئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تکلیف ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود

مکرم فہیم احمد شاہد صاحب مربی ضلع حافظ آباد تحریر کرتے ہیں۔

ضلع حافظ آباد میں یوم مسیح موعود کے سلسلہ میں 15 جلسہ ہائے یوم مسیح موعود منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مربیان اور معلمین نے تقاریر کیں۔ ان جلسوں میں احباب کی کل حاضری 496 رہی اور 5 مہمانوں نے بھی شرکت کی اللہ تعالیٰ ان اجلاسات کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

نکاح وتقریب شادی

مکرم چوہدری منور احمد صاحب ناظم مجلس انصار اللہ علاقہ میر پور خاص تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ عفیفہ انعم صاحبہ کے نکاح کا اعلان مورخہ 21 مارچ 2014ء کو مکرم حافظ عبدالرحمٰن صاحب مربی سلسلہ نے مکرم دانیال مبارک صاحب ابن مکرم محمد ادریس سندھو صاحب کراچی کے ساتھ بیت الذکر میر پور خاص میں کیا۔ 30 مارچ کو تقریب رخصتانہ کے موقع پر مکرم سیف علی شاہد صاحب امیر ضلع میر پور خاص نے دعا کروائی۔ یکم اپریل کو تقریب ولیمہ ارینا کلب کراچی میں ہوئی۔ دلہن مکرم چودھری نور احمد صاحب سابق امیر ضلع میر پور خاص کی پوتی اور مکرم مرزا صادق علی صاحب آف کراچی کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے خیروبرکت کا موجب بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مجید احمد قریشی صاحب سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

میرے ماموں مکرم عبداللطیف انور صاحب سابق امیر سویڈن مورخہ 27 اپریل 2014ء کو بقضائے الٰہی سویڈن میں وفات پا گئے۔ مرحوم حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلالپوری رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے اور مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے، مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی تدفین سویڈن میں ہوئی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم پروفیسر محمد اکرام احسان صاحب نائب زعیم ایثار مجلس انصار اللہ ناصر آباد جنوبی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی چھوٹی بیٹی مکرمہ خولہ فیصل صاحبہ اہلیہ مکرم فیصل خلیل صاحب آف یو کے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے 6 مئی 2014ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچے کا نام جاذب خلیل عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت حافظ عبدالجلیل صاحب کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نومولود کو نیک، صالح اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ نمود سحر صاحبہ دارالصدر شمالی ہدیٰ ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے والد مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب دارالصدر شمالی ہدیٰ ربوہ مورخہ 4 مئی 2014ء کو وفات پا گئے۔ 6 مئی 2014ء کو نماز ظہر کے بعد بیت مبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین کے بعد مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے دعا کروائی۔ والد صاحب کی پیدائش 1922ء میں ضلع جالندھر میں ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد ایگریکلچر کالج لائل پور (فیصل آباد) سے بی ایس سی تعلیم مکمل کی۔ محکمہ زراعت میں ملازمت ملی دوران ملازمت LLB گورنمنٹ لاء کالج لاہور سے کیا۔ طبیعت میں سادگی تھی ملنسار تھے۔ نماز میں باقاعدگی اور دینی امور کی پابندی آپ کا شعار تھا۔ نماز تہجد کی ادائیگی کرتے اور صبح کے وقت چلتے پھرتے قرآن کریم کی دعائیں کا پڑھنا عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے دامن کو رشوت کی آلودگی سے بچانے کے لئے پوری ہمت سے ہر دباؤ کا مقابلہ کیا۔ 1982ء میں ریٹائر ہوئے۔ وقف بعد از ریٹائرمنٹ کے تحت 1983ء میں مجلس کارپرداز میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ دارالقضاء میں بھی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا۔ 1986ء میں ہماری والدہ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ کی وفات ہوئی۔ 2006ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ پچھلے چند سال صاحب فراش رہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہمیں صبر اور حوصلہ سے ان کی نیکیاں جاری کرنے کی توفیق دے۔ آمین

حفاظتی ٹیکوں کے کارڈ

جماعتی تعلیمی ادارہ جات میں زیر تعلیم تمام بچوں کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے پلائی جانے والی ویکسین (خصوصاً پولیو ویکسین) بچوں کو پلانی ضروری ہے اسی طرح ہر بچہ کا تمام وبائی بیماریوں، ہیپاٹائٹس، ملیریا، ٹائیفائیڈ، خسرہ، خناق اور دیگر حفاظتی ٹیکوں کا کورس بھی مکمل ہونا چاہئے کیونکہ کسی ایک بچے کی وجہ سے باقی تمام بچوں کو خطرہ میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

نئے داخل ہونے والے بچوں کے لئے بھی بوقت داخلہ حفاظتی ٹیکوں کا کارڈ اور پولیو کی ویکسینیشن وغیرہ کی تصدیق داخلہ فارم کے ساتھ لف کرنی ضروری ہوگی اور اس کے بغیر داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

وبائی بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے اور ویکسین پہلے سے زیر تعلیم اور نئے داخل ہونے والے بچوں کے لئے یکساں ضروری ہیں اس لئے ادارہ یا حکومت کی طرف سے ہونے والی ضروری ویکسینیشن دوران تعلیم بھی ادارہ میں کروائی جائے گی۔ نیز ربوہ کے دیگر تعلیمی ادارہ جات پر بھی اس امر کی نگرانی کرنا ضروری ہوگا۔

(نظارت تعلیم)

دارالصناعۃ میں داخلہ

دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں درج ذیل ٹریڈز میں داخلے جاری ہیں۔

مارننگ سیشن

1۔ ریفریجریشن وایئر کنڈیشننگ
2۔ وڈ ورک (کارپینٹر)

ایوننگ سیشن

1۔ کمپیوٹر ہارڈ ویئر اینڈ نیٹ ورکنگ
2۔ پلمبنگ
3۔ آٹو الیکٹریشن

تمام کورسز کا دورانیہ 4 سے 6 ماہ ہے۔

داخلہ فارم کے حصول و دیگر معلومات کے لئے دفتر دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ 35/1 دارالفضل غربی ربوہ نزد چونگی نمبر 3 فون نمبر 047-6211065 0336-7064603 سے رابطہ کریں۔

☆ نئے داخلوں کا آغاز مئی 2014ء سے ہو گیا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند جلد رابطہ کریں۔

☆ بیرون ربوہ طلباء کیلئے ہوسٹل کا انتظام ہے۔

☆ والدین سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کو باہنر بنانے اور بہتر مستقبل کے لئے ادارہ میں داخل کروائیں۔

☆ بیرون ملک جانے والے افراد ہنر مند بن کر جائیں تاکہ بہتر روزگار حاصل کر سکیں۔

(نگران دارالصناعۃ ربوہ)

ایم ٹی اے کے پروگرام

5 جون 2014ء

12:30 am	ریئل ٹاک
1:30 am	دینی وفقہی مسائل
2:05 am	کڈز ٹائم
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 22- اگست 2008ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
6:05 am	الترتیل
6:30 am	جلسہ سالانہ کینیڈا
7:40 am	دینی وفقہی مسائل
8:15 am	قرآنک آرکیالوجی
9:00 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
1:05 pm	جمہوریت سے انتہا پسندی تک
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	پشتو مذاکرہ
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014ء
8:10 pm	ہجرت
8:45 pm	Maseer-E-Shahindgan
9:25 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:25 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

اتھوال فیبرکس

لان، بی لان، چائنہ لان کی تمام ورائٹی پر

زبردست سیل سیل سیل

ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

اعجاز احمد طاہر: 0333-3354914

دنیا کے فضائی حادثے

☆3 جون 2012ء وانا ایئر کا MD-83 جیٹ طیارہ نائیجیریا کے شہر لاگوس کے رہائشی علاقے میں گر کر تباہ ہوا جس کے نتیجے میں اس پر سوار تمام 153 افراد مارے گئے۔

☆20 اپریل 2012ء بھوجا ایئر کا بوئنگ 737 طیارہ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے قریب خراب موسم کے دوران لینڈنگ کی کوشش کے دوران حادثے کا شکار ہوا۔ اس پر سوار 127 افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

☆ 9 جنوری 2011ء ایران ایئر کا بوئنگ 727 ملک کے شمال مغرب میں ٹوٹ کے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، جس کی وجہ سے 77 افراد ہلاک ہوئے۔

☆12 مئی 2010ء افریقہ ایئر ویز کا طیارہ لیبیا کے دارالحکومت طرابلس کی طرف جاتے ہوئے جنوبی افریقہ کے صحرا میں تباہ ہوا۔ اس حادثے میں کل 103 افراد مارے گئے۔

☆ 10 اپریل 2010ء پولینڈ کے صدر کا طیارہ روس کے ایک مغربی شہر کے قریب حادثے کا شکار ہوا، جس کے نتیجے میں اعلیٰ حکام سمیت 96 افراد ہلاک ہوئے۔

☆30 جون 2009ء۔ یمنیہ ایئر بس 310 طیارہ بحر ہند میں گر کر تباہ ہو گیا اور اس پر سوار 153 افراد ہلاک ہوئے۔

☆ یکم جون 2009ء ایئر فرانس کا طیارہ اے 330 خراب موسم اور طوفان کی وجہ سے بحر اوقیانوس میں گر کر تباہ ہوا اور اس پر سوار 228 افراد مارے گئے۔

☆19 فروری 2003ء ایران کے پاسداران انقلاب کا ایک فوجی طیارہ پہاڑی علاقے میں گر کر تباہ ہوا، جس کے نتیجے میں 275 افراد ہلاک ہوئے۔

☆25 مئی 2002ء چائنا ایئر لائن کا بوئنگ 747 طیارہ ہوا ہی میں کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا اور آبنائے تائیوان میں آ گرا۔ اس پر سوار 225 مسافر مارے گئے تھے۔

☆12 نومبر 2001ء امریکن ایئر لائن کا طیارہ اے 300 جان ایف کینیڈی ایئر پورٹ سے ٹیک آف کرنے کے فوری بعد حادثے کا شکار ہوا اور اس حادثے کے نتیجے میں 265 افراد مارے گئے۔

☆31 اکتوبر 1999ء مصر ایئر لائنز کا بوئنگ طیارہ 767 حادثے کا شکار ہوا اور وجہ شریک پائلٹ کی غلطی قرار دی گئی۔ جہاز پر سوار 217 افراد ہلاک ہوئے۔

☆2 ستمبر 1998ء سوئس ایئر کا جہاز ایم ڈی 11 حادثے کا شکار ہوا اور 229 افراد مارے گئے۔

☆16 فروری 1998ء چائنا ایئر لائن کا جہاز تائیوان کے تائی پے ایئر پورٹ پر لینڈنگ کے دوران تباہ ہو گیا اور 203 مسافر ہلاک ہوئے۔

☆12 نومبر 1996ء۔ سعودی بوئنگ 747 نئی دہلی کے قریب قازقستان کے کارگو ہوائی جہاز کے ساتھ ٹکرایا اور اس حادثے میں 349 افراد مارے گئے۔

☆12 اگست 1985ء جاپان ایئر لائن کا بوئنگ 747 طیارہ فنی خرابی کے باعث پہاڑی علاقے میں گر کر تباہ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں 520 افراد ہلاک ہوئے۔ اسے آج بھی دنیا کا بدترین سنگل فضائی حادثہ قرار دیا جاتا ہے۔

☆19 اگست 1980ء سعودی ٹری سٹار نے ریاض میں ایمرجنسی لینڈنگ کی اور آگ کی لپیٹ میں آ گیا، جس کے نتیجے میں 301 افراد ہلاک ہوئے۔

☆ یکم جنوری 1978ء ایئر انڈیا کا طیارہ 747 ممبئی سے ٹیک آف کرنے کے بعد سمندر میں گر کر تباہ ہوا اور 213 مسافر مارے گئے۔

☆27 مارچ 1977ء۔ جزائر کناری کے رن وے پر رائل ڈچ ایئر لائن کے 474 اور پین امریکن 747 طیاروں کے مابین ٹکر ہوئی۔ اس حادثے کے نتیجے میں 583 افراد ہلاک ہوئے اور اسے دو جہازوں کا بدترین حادثہ قرار دیا جاتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 16 مارچ 2014ء)

☆..........☆..........☆

سٹار جیولرز

سونے کے زیورات کا مرکز

حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

طالب دعا: تنویر احمد 047-6211524 0336-7060580

ضرورت برائے باورچی/کک

گھریلو کام کے لئے باورچی/کک

جو دیسی کھانے پکانے میں ماہر ہو۔

اچھی تنخواہ بمعہ سہولیات

رابطہ: 0333-5803377

ربوہ میں طلوع وغروب 22 مئی

طلوع فجر	3:32
طلوع آفتاب	5:05
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:05

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

22 مئی 2014ء

3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 8- اگست 2008ء
4:00 am	انتخاب سخن
6:35 am	جلسہ سالانہ یوکے
8:00 am	دینی وفقہی مسائل
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	حضور انور کے اعزاز میں سنگاپور میں ایک استقبالیہ 26 ستمبر 2013ء
2:20 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مئی 2014ء
9:20 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
11:25 pm	حضور انور کے اعزاز میں سنگاپور میں ایک استقبالیہ تقریب

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر محمد احمد محمود قریشی صاحب صدر جماعت ہارٹ فورڈ کنیکٹیکٹ (Connecticut) اطلاع دیتے ہیں کہ میری والدہ مکرمہ شوکت گوہر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ کافی بیمار ہیں اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل شفایابی عطا فرمائے اور کوئی سقم باقی نہ رہے۔

آنڈرے آس لینگویج انسٹیٹیوٹ

جرمن زبان سیکھنے اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔

گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر

فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے

برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ

03336715543, 03007702423, 0476213372

ایکسپریس کوریئر سروس

کی جانب سے خوشخبری

برطانیہ+ جرمنی+ بیلجیئم+ ہالینڈ+ سویڈن+ امریکہ+ کینیڈا+ آسٹریلیا اور دیگر ممالک میں چھوٹے بڑے پارسل بھجوانے پر حیرت انگیز کمی

72 گھنٹے میں ڈیلیوری کی سہولت بھی ہے

یورپ کے پارسل پر ٹیکس نہ لگنے کی گارنٹی

فیصل آباد+ راولپنڈی+ اسلام آباد سے پارسل پک کرنے کی سہولت موجود ہے۔

اعلیٰ سروس ہماری پہچان

Express Courier Service

گولبازار نزد مسلم کمرشل بینک ربوہ فون: 047-6214955

شیخ زاہد محمود: 0321-7915213